Review Journal of Social Psychology & Social Works
http://socialworksreview.com

ISSN-E: 3006-4724 **Volume**: 3
ISSN-P: 3006-4716 **Issue:** 2 (April - June, 2025)

Concept of Male in Dr. Nighat Naseem's Short Stories: A Research and Critical Study

Fatima Kazim[1], Munir Ahmad[2], Shandana[3]

1. M.Phil Scholar, Department of Urdu, BZU, Multan, Email: fatimakazim788@gmail.com
2. Ph.D Scholar Department of Urdu BZU, Multan, Email: munirahmad3100@gmail.com
3. PhD Scholar, Department of Urdu, Islamia College University, Peshawar

Abstract:
This article explores the conception of male in short stories written Dr. Nighat Naseem. The discussion emphasizes that what is basic concept of male in east and west society. Dr. Nighat Naseem's short stories offer a profound exploration of male identity as shaped by the intersection of Eastern traditions and Western liberal influences. Through her collections Baad-e-Gard-e-Hayat and Mitti ke Safar, she vividly portrays the emotional, social, and psychological struggles faced by men navigating these dual cultural landscapes. This study provides comparative analysis of the evolving concept of male in her work, emphasizing themes such as familial obligations, emotional expressiveness, autonomy, and relational dynamics. The research reveals that Naseem does not present a monolithic image of masculinity; rather, she constructs multidimensional male characters who reflect the inner conflicts and transformations brought on by cultural contrasts. Her portrayal underscores the need for a balanced identity that harmonizes tradition with individuality

Keywords:

Nighat Naseem, Concept of Male, Baad-E-Gard-E-Hayat, Mitti Ke Safar, Eastern and Western Values Conflict, Locality, Gender Roles, Cultural Differences, Relation Dynamics, Portrays the Emotional, Familial Obligations, Liberal Influences

اردو ادب میں افسانہ ایک اہم صنف کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، جو انسانی تجربات، معاشرتی ساخت، اور نفسیاتی کشمکش کی عکاسی کرتا ہے۔ خواتین افسانہ نگاروں نے نہ صرف عورت کے تجربات کو بیان کیا ہے بلکہ مرد کرداروں کو بھی اپنے نقطۂ نظر سے اجاگر کیا ہے۔ ڈاکٹر نگہت نسیم کی افسانہ نگاری میں مرد کرداروں کی پیچیدگی اور تہہ داری خاص طور پر قابلِ مطالعہ ہے۔ اس تحقیق کا مقصد ان کے افسانوں میں مرد کے تصور کو مشرقی و مغربی تناظر میں پرکھنا اور اس کی علامتی حیثیت کو واضح کرنا ہے۔

یہ مطالعہ ڈاکٹر نگہت نسیم کے افسانوی مجموعوں پر مبنی ہے، جن میں مرد کرداروں کی مختلف جہات کو پیش کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر نگہت نسیم نے مرد کی ذہنیت کو مشرقی و مغربی تضاد کے آئینے میں دکھایا ہے۔ مرد کا کردار ایک ایسے ذہنی و تہذیبی بحران میں جکڑا ہوا ہے جہاں وہ نہ خود واضح ہے، نہ عورت کو واضح دیکھنے دیتا ہے۔ تحقیق میں درج ذیل افسانوں کا خصوصی مطالعہ شامل ہے:

بادگردحیات، میرے بے خبر، میرے بے نشاں، حریم جان، ساحلوں پہ پھول، روشنی، مٹی کا سفر، مجبور سفر ہوں، خواہشوں کا سفر جیسے افسانوں میں مرد کرداروں کا تجزیہ۔

ڈاکٹر نگہت نسیم کے افسانے مشرقی ثقافت، ہجرت، اور تعلقات کی پیچیدگیوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں مردانہ کرداروں کی عکاسی مختلف زاویوں سے کی گئی ہے، جس سے ان کے تخلیقی اور معاشرتی مشاہدے کا تجربہ ظاہر ہوتا ہے۔ یہاں ہم ڈاکٹر نگہت نسیم کے مشہور افسانوی مجموعوں کے منتخب کرداروں کے ذریعے مردانہ تصور کا تجزیہ کریں گے۔

ڈاکٹر نگہت نسیم اپنے بے باک اور بغیر روایتی انداز تحریر کی وجہ سے اپنی پہچان رکھتی ہیں جو اکثر مشرقی و مغربی معاشرے میں مروجہ پدرانہ اصولوں کو چیلنج کرتی ہیں۔ ان کے کہانیاں معاشرے کے مظلوم اور پسماندہ طبقات بالخصوص خواتین و مرد دونوں کی اواز بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ نگہت نسیم کی کہانیوں میں مرد ایک ایسے معاشرے کی پیداوار ہیں جو پدرانہ اقدار اور روایات کا حامی ہے۔ ان کی کہانیوں میں مردوں کو اکثر جابر، بے وفا اور دوغلی شخصیت، عورتوں کی ضرورت اور خواہشات پر بیٹھے پہرے دار کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر نگہت نسیم کے مرد کرداروں کو ایک طرف روایتی مشرقی قدروں کا نمائندہ دکھایا گیا ہے، اور دوسری طرف ان میں جدید زندگی کے تضادات بھی نمایاں ہیں۔ ان کے افسانوں میں مرد کرداروں کی اہمیت درج ذیل پہلوؤں سے واضح ہوتی ہے۔

افسانہ **"بادگردحیات"** میں مرد کرداروں کی کشمکش اور مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اس افسانے میں قاسم، اسلم اور مسٹر رائٹ جیسے کردار سامنے آتے ہیں۔ قاسم ایک روایتی مشرقی مرد ہے جو وطن سے محبت، اقدار سے وابستگی اور جذباتی توازن کی نمائندگی کرتا ہے۔ اسلم ایک مغربی ماحول میں رچا بسا فرد ہے، جبکہ مسٹر رائٹ مغربی رویوں کی علامت ہے مگر مثبت اور مہذب شخصیت کا مالک ہے۔ مصنفہ نے ان کرداروں کے ذریعے مرد کے اندرونی تضاد کو اجاگر کیا ہے

قاسم، نیلی سے محبت کرنے والا ایک پختہ ذہن مرد ہے، جو روایتی اقدار کو اپنی محبت میں شامل رکھا ہے۔ اسلم، نیلی اور قاسم کے بیچ، ہجرت اور شناخت کی کشمکش مردانہ جذبات کو منفرد انداز میں پیش کرتی ہے۔ قاسم کا کردار مثبت ہے، جو اپنے جذبات اور وطن سے وابستگی کو متوازن رکھتا ہے۔ اقتباس ہے کہ:

قاسم نیلی سے آخر تم سمجھتی کیوں نہیں ہو کوئی انسان کسی بھی ملک کا ہو وہ اپنی
مٹی کی کشش سے آزاد نہیں رہ سکتا۔ پتہ نہیں کیوں وہ اپنی شناخت کھو دیتا
ہے۔ تمہارے اوپر ہمارا کچھ قرض ہے اس زمین کا بھی اسے اتارنے اجاؤ۔ 1

مصنفہ نے اپنے افسانے باد گرد حیات میں تین مرد کرداروں اسلم، اس کا والد، قاسم اور مسٹر رائٹ کی تصویر کشی کی ہے۔ مصنفہ نے مردانہ کردار کی مزید پرتیں کھولتے ہوئے بیان کیا ہے کہ کبھی کبھی مرد نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر پاتا۔ مرد پھر بھی عورت کے خاطر ہر اذیت کو مسکراہٹ کے ساتھ سہتا ہے۔

مسٹر رائٹ جو مغربی کلچر کا دل دلدادہ ہے۔ مٹر رائٹ نے بیک وقت نیلی کو کلچر کے حوالے سے مختلف تجویزیں پیش کیں یہ افسانے کا مثبت کردار ہے۔ افسانے کا مجموعی جائزہ لیں تو مصنفہ نے مرد کا تصور مثبت بیان کیا ہے۔ افسانے میں موجود تینوں کردار اپنی اپنی جگہ پر پیار کرنے والے اپنی زندگی میں آگے بڑھنے کی جستجو کرنے والے مردانہ کردار ہیں۔

افسانہ **"میرے بے خبر، میرے بے نشاں "** طارق کا کردار محبت، ضد اور وفاداری کا امتزاج ہے۔ وہ اپنی محبت کی ناکامی کے باوجود احساس اور اخلاقی کشمکش کا شکار رہے۔ اس کردار کے ذریعے مصنفہ نے مرد کے جذباتی پہلو کو اجاگر کیا ہے، جو عام طور پر دب جاتے ہیں۔

اس افسانے میں طارق کا کردار محبت میں دیوانگی اور پختگی کی ایک خوبصورت مثال ہے۔ ہمانور سے اس کی محبت اور زندگی کے مشکل مراحل اس کے عزم کو ظاہر کرتے ہیں۔ طارق کے کردار کے ذریعے مصنفہ نے مردوں کی محبت اور وفاداری کو اجاگر کیا ہے، جو خواہشات کی تکمیل کے باوجود بھی خود کو کمزور نہیں پڑنے دیتے۔ مصنفہ نے مختلف افسانوں میں مرد کرداروں کو وفاداری اور بے وفائی دونوں کے آئینے میں پیش کیا ہے کہ:

عورت بڑی بے ایمان ہوتی ہے طارق نے کھڑے کھڑے عورت کی کھٹیاں
کھڑی کر دی۔ آخر تم مان کیوں نہیں لیتی ہو وہ آنکھوں سے کسی کو دیکھتی ہے
اور دل میں کسی کے ساتھ رہتی ہے۔ اس خوش بخت کو لے جاؤ کہ ہمارے
نصیب بھی جاگیں طارق نے انجم کو شئے دلائی۔"2

طارق جیسے مرد کردار کے ذریعے مصنفہ بیان کیا ہے کہ مرد کا اعتبار اور محبت تب زیادہ بڑھ جاتی ہے جب اسے محسوس ہونے لگتا ہے کہ وہ ہمیشہ لاحاصل ہی رہ گئی۔ طارق کے کردار کے مثبت پہلوؤں کی تصویر کشی کی ہے۔ وہ ضدی اور انا پرست تو ہے لیکن اپنے کیے گئے محبت کے وعدوں کو نبھانا بخوبی جانتا ہے۔

نگہت نسیم نے جس مرد کے تصور کی عکاسی کی وہ محض سچا و کھرا عاشق نہیں بلکہ پختہ عزم کے ساتھ ارادوں کو لے کر چلنے والا ہے۔ مرد جب کچھ ٹھان لے تو وہ منزل کو پہنچ ہی جاتا ہے۔ مصنفہ نے اپنے افسانے میں بیک وقت مشرقی اور مغربی دونوں مردوں کی عکاسی کی ہے۔

"حریم جان" میں ارشد کا کردار بے وفائی اور ندامت کی علامت ہے۔ وہ اختری اور حنا کے درمیان الجھا ہوا ہے، اور آخر میں پچھتاوے کا شکار ہوتا ہے۔ مصنفہ نے مرد کے دوغلے پن اور بعد میں ہونے والے احساسِ جرم کو مؤثر انداز میں بیان کیا ہے۔ اس افسانے میں ارشد کا کردار ارشد کو ایک ہرجائی اور بے وفا کے طور پر دکھایا گیا ہے۔۔ افسانے کا اقتباس ہے کہ:

کیا کہوں اختری میں برا ہوں جب تمہیں معلوم ہو گا کہ میں حنا سرفراز سے
شادی کرنا چاہتا ہوں تو شاید تم مجھے کبھی معاف نہ کر سکو۔ میرا انتظار نہ کرنا
اختری۔ ارشد نے کہا اس لیے کہ میرا انتظار کوئی اور بھی کر رہا ہے اور میں
اسے نہیں چھوڑ سکتا۔3

وہ محبت میں دوغلے پن کا مظاہرہ کرتا ہے، اختری اور حنا کے درمیان جو مشرقی مردوں کی شخصیت میں اکثر دیکھنے کو ملتی ہے۔ تاہم، اختری کے لیے اس کی واپسی اور معافی طلب کرنا، مرد کی پچھتاوے کی صلاحیت کو اجاگر کرتا ہے۔

"ساحلوں پہ پھول " افسانہ میں طارق رشید اور نوید انجم کے کردار جذباتی پیچیدگی اور مردانہ نفسیات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ طارق اپنی عزت نفس پر قائم رہتا ہے، جبکہ نوید محبت اور بے اعتمادی کے بیچ جھولتا ہے۔ افسانے کا اقتباس ہے کہ:

اعتبار کرنا سیکھو نوید انجم نے کہا۔ رعنا احمد دل کا معاملہ ہے کوئی دل لگی نہیں
کبھی سمجھاؤں گا تمہیں۔ ہیلو تم کچھ چپ چپ ہی رہنے لگی ہو کیا میری بات
ناگوار گزری ہے بھائی کچھ تو بولو ڈرتی ہو مجھ پہ اعتبار نہیں۔4

نگہت نسیم نے مردوں کے مختلف معاشرتی کرداروں کو نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہے، جن میں والد، بھائی، اور شوہر کے کردار شامل ہیں۔

مصنفہ نے اس افسانے میں نوید انجم کے دونوں رویوں مثبت اور منفی کی تصویر کشی کی ہے۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ مرد پر جتنا بے اعتبار کر لو اخر کوئی نہ کوئی ایسا موقع ضرور آتا ہے جب وہ اس اعتبار کا صلہ چند ہی منٹوں میں عورت کے منہ پر کسی طمانچے کی صورت میں دے مارتا ہے۔

نگہت نسیم نے اپنے افسانوں میں ایک نفسیاتی پہلو کو دکھایا ہے کہ مرد اپنی نفسی تسکین کے لیے کسی نہ کسی عورت سے تعلق قائم کرتا ہے۔ مجموعی طور پر اس افسانے میں مرد کو ایک باوفا اور بدلحاظ اور شکی مزاج کے طور پر دکھایا گیا ہے۔

نگہت نسیم کے افسانہ **روشنی"** شکیل میں مرد ایک ایسا کردار ہے جو مشرقی اور مغربی اقدار کے درمیان پُل کا کام کرتا ہے۔ وہ مذہبی اور ثقافتی وابستگی کے باعث اپنی محبت قربان کرتا ہے۔ یہ کردار روایتی مرد کے اندر موجود قربانی اور اقدار کی علامت ہے۔ افسانے کا اقتباس ہے کہ:

میرا خیال ہے کہ امریکن کلچر سب سے اچھا رہے گا دیکھو اگر تم پاکستانی زبان
اور کلچر سکھاؤ گے تو میرے لیے اجنبی ہو گا۔ اگر میں Spanish سکھاؤں گی تو
تمہارے لیے۔5

ڈاکٹر نگہت نسیم نے اپنے افسانوں میں مشرقی عورت کی ذات، جدوجہد اور شناخت کو نہایت باریکی سے پیش کیا ہے۔ ان کا افسانہ "روشنی" مشرقی و مغربی تہذیب کے تصادم، عورت کے وجود کی کشمکش، اور مرد کی ذہنیت کے تضادات کا آئینہ ہے۔ اس افسانے میں مرد کی ذہنیت کو نہ صرف ایک فرد کے طور پر بلکہ ایک سماجی و تہذیبی رویے کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو مشرق اور مغرب کے درمیان جھولتا دکھائی دیتا ہے۔

مرد کا کردار ایک ایسے ذہنی و تہذیبی بحران میں جکڑا ہوا ہے جہاں وہ نہ خود واضح ہے، نہ عورت کو واضح دیکھنے دیتا ہے۔ یہ افسانہ صرف عورت کی بیداری کی کہانی نہیں بلکہ مرد کی ذہنی الجھن اور سماجی ساخت کی تنقید بھی ہے۔ ڈاکٹر نگہت نسیم کے نزدیک روشنی صرف عورت کی ذات نہیں، بلکہ وہ فکری آزادی ہے جو مرد کے لیے سب سے بڑی دھمکی بن جاتی ہے۔

ڈاکٹر نگہت نسیم نے ہجرت کو ایک اہم موضوع کے طور پر استعمال کرتے ہوئے مردوں کے کرداروں میں مغربی اور مشرقی زندگی کے درمیان تضاد کو واضح کیا ہے۔

"مٹی کے سفر" افسانہ میں رابرٹ ایک مغربی مرد ہے جو محبت کے لیے تبدیلی لانے کو تیار ہوتا ہے، مگر آخرکار مذہبی اور ثقافتی دیواروں سے ٹکرا کر رہ جاتا ہے۔ یہ افسانہ مرد کی بے ثباتی، خودغرضی اور عورت کی داخلی بیداری کی علامت بنتا ہے۔ رابرٹ کا کردار اس کی شخصیت مغربی دنیا کے مردوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ تاہم، عائشہ کے مذہبی اقدار کے سامنے اس کی محبت لاحاصل رہتی ہے۔ یہ افسانہ مشرقی اور مغربی اقدار کے تصادم کی بہترین مثال ہے۔ مصنفہ نے مردوں کے جذباتی اور نفسیاتی پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا ہے:

> کتنا بڑا نقصان ہو گیا یہ Dementia کہاں سے آ گیا ہمارے بیچ میں۔ کتنا بڑا خسارہ ہے کسی انسان کا زندہ رہتے ہوئے بے بس ہو جانا زندہ نہ رہنا دنیا کے لیے بے کار اور فالتو سا ہو جانا۔6

یہ افسانہ علامتی بیانیہ ہے جس میں عورت کے وجودی سفر کو پیش کیا گیا ہے۔ اس میں مرد کا تصور متنوع اور تہہ دار ہے، جو نہ صرف عورت کی زندگی کو متاثر کرتا ہے بلکہ اس کی شناخت اور جذبات کو بھی گہرائی سے چیلنج کرتا ہے۔ افسانے کا عنوان "مٹی کے سفر" خود ایک گہرا استعارہ ہے۔ یہ صرف عورت کی مٹی میں بدلتی ہوئی ذات کا اشارہ نہیں بلکہ مرد کی بے ثباتی، خودغرضی اور وقتی جذبات کا بھی آئینہ ہے۔ مرد بھی مٹی ہے—مگر وہ مٹی جو عورت کو اپنی شناخت سے محروم کرتی ہے۔

افسانہ **"مٹی کے سفر"** میں ڈاکٹر نگہت نسیم نے مرد کے کردار کو ایک فرد سے بڑھ کر ایک علامتی وجود کے طور پر پیش کیا ہے، جو عورت کی زندگی میں عدم تحفظ، روایت پسندی، اور جذباتی استحصال کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس افسانے کے ذریعے نگہت نسیم نہ صرف پدرانہ سماج پر تنقید کرتی ہیں بلکہ عورت کی داخلی قوت اور بیداری کو بھی اجاگر کرتی ہیں۔ مرد کا کردار یہاں ایک رکاوٹ بھی ہے اور ایک چیلنج بھی، جسے عورت کو پہچان کر اپنے سفر کو مکمل کرنا ہے۔

"مجبور سفر ہوں" یہ افسانہ مرد کی قربانی، محبت، اور جذباتی مضبوطی کا آئینہ ہے۔ شوہر کا کردار ایک سایہ دار دیوار کی مانند پیش کیا گیا ہے، جو بیوی کی تکلیف میں مضبوطی سے کھڑا رہتا ہے۔ افسانے میں جس مرد کہانی کو بیان کیا گیا ہے وہ اپنی بیوی کو اپنی انکھوں کے سامنے زندگی کے بازی ہارتے ہوئے ہرگز نہیں دیکھ سکتا اور اسے ہر درد و غم سے بچانے کے لیے خود کو مضبوط اور بہادر سمجھ کر سایہ دار دیوار کی طرح کھڑا رہتا ہے۔ افسانے کا اقتباس ہے کہ:

ہم تو خود حیران ہیں کہ آخر ورجینا نے خودکشی کی کوشش کیوں کی؟ ہم سب
سکون سے رہ رہے ہیں۔ روپے پیسے کی کمی نہیں ہے پھر کیا ہوا ہے اسے؟ کوئی
لڑائی---ناراضی کسی سے؟7

نگہت نسیم نے مرد کی زندگی کے ایسے پہلوؤں کو واضح کیا ہے جن سے یہ نقطہ سامنے آیا کہ افسانے میں موجود مردانہ کردار حقیقی ہیں۔ اس افسانے میں جس مرد کے عکاسی کی ہے وہ مثبت شخصیت کا حامل ہے۔ افسانے کو پڑھنے کے بعد یہ نقطہ بھی سامنے آتا ہے کہ نگہت نسیم کا زندگی میں جن مردانہ کرداروں سے واسطہ پڑا وہ مثبت کے ساتھ منفی سوچ کے بھی حامل رہے ہیں۔

اس افسانے میں مرد کا تصور نہ صرف ایک فرد کی صورت میں بلکہ ایک علامتی قوت کے طور پر بھی سامنے آتا ہے، جو عورت کی راہوں میں رکاوٹ، جذباتی اجنبیت، اور سماجی تسلط کا استعارہ ہے۔ اس افسانے میں مرد محض ایک کردار نہیں بلکہ پورے پدرسری نظام کا نمائندہ ہے۔

وہ عورت کی خواہشوں، خوابوں اور آزادی کے خلاف کھڑا ایک ذہن، ایک رویہ اور ایک رکاوٹ ہے۔ نگہت نسیم نے اسے ایک ایسا علامتی کردار بنایا ہے جو صرف ایک فرد تک محدود نہیں بلکہ ایک سوچ، ایک سماجی رویہ کی عکاسی کرتا ہے۔ سماجی، جذباتی اور فکری بندشوں کا نمائندہ ہے۔ ڈاکٹر نگہت نسیم کا یہ افسانہ عورت کی داخلی مزاحمت کو بیدار کرتا ہے اور مرد کے روایتی کردار کو نئے زاویے سے دیکھنے پر مجبور کرتا ہے۔

"خواہشوں کا سفر " یہاں مرد کردار خود غرضی، جذباتی غیر موجودگی اور کنٹرول کے جذبے کا حامل ہے۔ وہ عورت کو اسی وقت قبول کرتا ہے جب وہ اس کی مرضی کے مطابق چلے۔ افسانے میں مرد کی فکری و جذباتی عدم موجودگی کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ رویہ اس بات کی علامت ہے کہ مرد کی محبت بھی پدرانہ اقدار سے مشروط ہے، جہاں عورت کی شناخت کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ افسانے کا اقتباس ہے کہ:

دیکھا تم نے رانی نے جینا سیکھ لیا ہے تم بھی کچھ سیکھ لو۔ رحمان نے میرا دھیان
اس طرف لگایا۔ میں نے جب اپنے اندر جھانکا، تو ایک خلا سا محسوس ہوا—وہ
خلا جو اُس کی موجودگی کے باوجود بھی باقی رہا، کیونکہ وہ کبھی میری خواہشوں کا
حصہ نہ بن سکا، صرف اپنے خواب مسلط کرتا رہا۔8

یہ اقتباس مرد کے کردار کی اصل حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ مرد کی موجودگی کے باوجود عورت کا خلا میں ہونا اس بات کی علامت ہے کہ مرد صرف جسمانی یا معاشرتی سطح پر ساتھ ہوتا ہے، جذباتی اور فکری سطح پر نہیں۔ وہ عورت کے خوابوں کا ساتھی نہیں بلکہ ان پر قابض بننا چاہتا ہے۔

افسانہ **"خواہشوں کا سفر "** میں ڈاکٹر نگہت نسیم نے مرد کو ایک کثیر پہلو شخصیت کے طور پر پیش کیا ہے، جو طاقت، خود غرضی، عدم مساوات اور پدرانہ تسلط کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ افسانہ صرف ایک عورت کے خوابوں کی کہانی نہیں بلکہ ایک فکری بغاوت ہے، جس میں مرد کی روایتی حیثیت کو چیلنج کیا گیا ہے۔ اس طرح نگہت نسیم کا افسانہ نہ صرف ادبی جمالیات کا حامل ہے بلکہ ایک موثر سماجی تنقید بھی ہے۔

"خواہشوں کا سفر " سلیم کا کردار ایک خود غرض اور لاپرواہ مرد کا عکاس ہے، جو اپنی فیملی کو نظر انداز کر کے اپنی انا اور خواہشات کے پیچھے بھاگتا ہے۔ اس کے برعکس، رحمان ایک نڈر اور بہادر شخصیت کے ساتھ سامنے آتا ہے، جو وعدے نبھانے میں اپنی آخری سانس تک کاوش کرتا ہے۔

میں سوچتی ہوں نانی اماں سلیم بھائی کو اس قدر بے حس نہیں ہونا چاہیے مگر آپ لوگوں کو بھی داد دینی پڑتی ہے کہ سوائے ان کے حوالے سے خود کو اپڈیٹ کرنے کے کوئی اور کام ہی نہیں خدا جانے وہ کس سال میں ہوں گے ہو سکتا ہے وہ شرمندہ بھی ہوں اور جانے وہ کیا کیا دلائل دے رہے تھے--- بڑے یقین کے ساتھ کہ ہم تب ان کا دل رکھنے کے لیے سر ہلا کر اپنی بے وقوفی کا اعلان کر رہے تھے یا پھر رحمان ہی کا دل رکھنے کے لیے مسکرا رہے تھے۔9

مرد کا تصور ہماری انسانی تاریخ کا اہم فکری اور تہذیبی موضوع رہا ہے۔ معاشرہ خواہ کوئی بھی ہو وہ مرد سے مخصوص کردار، رویے اور وفاداری کی توقع کرتا ہے، اور انہی توقعات سے ایک عمومی **"تصورِ مرد"** تشکیل پاتا ہے۔ تصور مرد کے حوالے سے عالمی طور پر چند نکات مشترکہ خصوصیات کے حامل ہیں بعض سطحوں پر مشرقی اور مغربی معاشروں میں تصور مرد کی تفصیلات اور ترجیحات میں نمایاں فرق ہونے لگتا ہے۔

دونوں مجموعوں میں نگہت نسیم مرد کو روایتی اور جدید معاشرتی کشمکش کے درمیان الجھا ہوا دکھاتی ہیں۔ مرد کو طاقت، غیرت، قربانی، مگر ساتھ ساتھ کمزوری، تذبذب اور خود غرضی کی علامت بھی بنایا گیا ہے۔

"بادگردِ حیات" میں مرد کا تصور

یہاں مرد زیادہ تر مشرقی پس منظر کا حامل ہے — روایات کا پابند، غیرت پرست، اور عورت کو ایک تابع دار وجود سمجھنے والا۔

مرد اکثر سماجی توقعات کے بوجھ تلے اپنی ذاتی خواہشات قربان کرتا ہے۔

وفاداری، قربانی اور خاندانی وقار کے دعوے کے باوجود اندرونی خواہشات سے نبرد آزما دکھایا گیا ہے۔

مرد محبت کو اظہار کے بجائے فرض کی حد تک محدود کر دیتا ہے۔

مٹی کے سفر "میں مرد کا تصور:

یہاں مرد کا تصور زیادہ متحرک، اظہار پسند اور خود مختار دکھایا گیا ہے — دیارِ غیر میں رہتے ہوئے اپنی انفرادی شناخت کا قائل۔

مرد اپنی محبت، دکھ اور کمزوریوں کا اظہار کھل کر کرتا ہے، مگر بعض اوقات اس اظہار میں سطحیت آجاتی ہے۔

مغربی معاشرتی اثرات کی وجہ سے مرد رشتوں میں کمٹمنٹ کے بجائے وقتی جذبات کا اسیر دکھایا گیا ہے۔

مرد اپنی آزادی کو اہمیت دیتا ہے مگر اس آزادی میں خود غرضی بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر نگہت نسیم کے افسانے مردوں کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو نہایت خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں مرد کردار کہیں محبت کرنے والے، وفادار اور نڈر ہیں، تو کہیں بے وفا اور خود غرض۔ وہ مردانہ نفسیات اور جذباتی کیفیات کی ایک وسیع اور متنوع تصویر پیش کرتی ہیں، جو ان کے افسانوی ادب کو منفرد بناتی ہے۔ ان کا یہ کام نہ صرف مشرقی اقدار کو اجاگر کرتا ہے بلکہ مغربی دنیا کے ساتھ ان کا موازنہ بھی پیش کرتا ہے۔

ڈاکٹر نگہت کے افسانہ میں پسندیدہ موضوع کی بات کریں تو وہ دو ہیں ایک ہجرت اور دوسرا مرد کی عکاسی خواہ وہ مشرقی ہو مغربی۔ نگہت نسیم کے افسانوں میں موجود مرد کردار واقعی اس جیتی جاگتی دنیا کا حصہ ہیں یا محض نگہت کے تخیل میں زندہ ہیں۔ نگہت نسیم کے افسانوں میں موجود کردار خواہ وہ مردانہ ہوں یا نسوانی نگہت کی اپنی گم گشتہ اقتدار سے نہ صرف ہمیں روشناس کراتے ہیں بلکہ رشتوں کی اہمیت کو بھی اپنے ساتھ لیے ہوئے ہیں۔

ارتقاء حیات کی کہانی میں مرد اور عورت دونوں کا ذکر ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہے۔ مغربی خواتین افسانہ نگاروں میں ڈاکٹر نگہت نسیم کا نام خاصا قابل ذکر ہے۔

نگہت نسیم نے اپنے نظریات اور خیالات کے اظہار پر مبنی مذہب اور مشرقی تقلید و روایات کی حمایت میں لکھے مکالموں کو افسانوں کی شکل دے دی ہے۔ ان کے افسانے سادہ اور مختصر زبان میں لکھے گئے ہیں۔ بدلتے زمانے کے ساتھ ساتھ ہر شے کا تغیر پذیر ہونے کے ساتھ ساتھ تصور مرد کے بدلنے رویوں کا نمایاں ہونا کوئی بہت بڑا تعجب نہیں ہے۔ ڈاکٹر نگہت نسیم کے بعض افسانوں میں ہمیں جنریشن گیپ کی جھلکیاں بھی ملتی ہیں۔

نگہت نسیم کے افسانوں میں "تصورِ مرد" ایک پیچیدہ، تہہ دار اور تنقیدی زاویہ رکھتا ہے، جو ان کے فیمینسٹ نقطہ نظر اور جدید معاشرتی شعور کا آئینہ دار ہے۔ ان کے افسانے عموماً عورت کے تجربات اور احساسات کے گرد گھومتے ہیں، مگر ان میں مرد کا کردار بھی نہایت اہمیت رکھتے ہیں—چاہے وہ جابر ہو، کمزور ہو یا ایک علامتی وجود۔ نگہت نسیم کے افسانوں میں مشرقی اور مغربی مرد کے تصور کا بنیادی تضاد عورت کے وجود، آزادی، اور احساسات کے ساتھ ان کے رویے میں واضح ہوتا ہے۔ تصور مرد کے حوالے سے چند اہم نکات ہیں کہ:

روایتی، بااختیار، غیر لچکدار

عورت کی آزادی سے خائف

جذباتی رفاقت کے بجائے سماجی مرتبے پر زور

مساوات پسند مگر جذباتی غیر سنجیدہ وقتی مفاد پرست

آزادی دینے کے باوجود رشتے میں پائیداری کا فقدان

ڈاکٹر نگہت نسیم نے افسانوں میں مرد کے تصور کو صرف جابر یا عاشق نہیں دکھایا بلکہ ایک علامتی وجود کے طور پر پیش کرتی ہیں، جو عورت کی راہ میں رکاوٹ بھی ہے اور اس کی شناخت کا چیلنج بھی۔ ان کے افسانوں میں مرد کردار مشرقی و مغربی معاشرتی رویوں، نفسیاتی کشمکش اور سماجی تنازعات کی عکاسی کرتے ہیں۔

نگہت نسیم کے افسانوں میں مرد کا تصور مشرقی روایات اور مغربی آزادی کے درمیان معلق دکھایا گیا ہے۔ مشرقی مرد عورت کی ذات پر قبضہ چاہتا ہے، جب کہ مغربی مرد آزادی کا دعوے دار مگر جذباتی طور پر غیر ذمہ دار ہوتا ہے۔ دونوں صورتوں میں عورت کی اصل شناخت اور اس کی روشنی کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔

خواتین افسانہ نگار خواہ وہ مشرقی ہوں یا مغربی ان کے درمیان جو تصور مرد ہے وہ خاصا ملتا جلتا کا ہے۔ یہاں تصور مرد سے مراد مرد کی مکمل ذہنیت ہے جس میں اس کا ظاہری اور باطنی دونوں طرح کے روپ اور کردار ہمارے سامنے آتے ہیں۔ خواہ وہ خواتین پاکستانی افسانہ نگار ہوں یا مغربی انہوں نے اپنے افسانہ میں مردوں کی غیر اخلاقی اور انتشار زدہ شخصیت کو پیش کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ معاشرے میں عورت کی زندگی میں جتنے بھی مسائل آتے ہیں ان سب کا ذمہ دار کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی انداز میں مرد ہی ہوتا ہے۔

ڈاکٹر نگہت نسیم اپنے افسانوں میں مرد کردار کی ایسی تصویر پیش کرتی ہیں جو مشرقی روایات اور مغربی آزادی کے بیچ الجھ کر رہ گیا ہے۔ باد گردِ حیات" میں مرد ایک سنجیدہ، روایتی مگر اندر سے شکستہ کردار ہے، جبکہ "مٹی کے سفر" میں مرد اپنی آزادی کی چاہت میں تعلقات کی سنجیدگی کو کھو بیٹھتا ہے۔ نگہت نسیم کے افسانے اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مرد کی شخصیت کو نہ تو مکمل طور پر روایت میں مقید کر دینا چاہیے اور نہ ہی آزادی کی آڑ میں جذباتی بے ثباتی کا شکار ہونا چاہیے۔

حوالہ جات

1۔ نگہت نسیم، ڈاکٹر، باد گرد حیات، کراچی، ماس پرنٹرز، سن اشاعت 2004، ص 36

2۔ ایضاً، ص 40

3۔ ایضاً، ص 115، 116

4۔ نگہت نسیم، ڈاکٹر، مٹی کا سفر، فیصل آباد، مثال پبلیشرز، سن اشاعت 2009، ص 97، 96

5۔ ایضاً، ص 65

6۔ ایضاً، ص 51

7۔ ایضاً، ص 108

8۔ ایضاً، ص 135

9۔ ایضا، ص 133